

معرض اول افتخار و عز و شرف

نیک سخن

مشتمل بر

بندهی کلام بلاغت نظام خلاق المعانی آغا جمال الدین سخنبرند ایرانی

و پاره سخنها می نغمه عرشی بر پیل حسن مکالمه

مرتب شده

مولوی محمد اسحق عرشی مدرس اول فارسی مدرسه العلوم

علیگده

در مطبع انصاری علی طبع شد

هنگام ورود در شهر نرسبت بهر دہلی ماہ محرم الحرام سنہ ۱۰۳۰ ہجری کے کہ
 بتقریب مصالحہ خویش خدمت مستطاب خداقت آب جالینوس نمایان
 بقراط دوران حکیم عبدالجید خان متع اللہ العالمین بطول حیات
 و بقائے فائز گشتم بر خے مسودات پریشان را از حسن اتفاق و در بار
 سفر استہ یافتہ مناسب نمود کہ درین عرض ایام اوقات بے شغلی را
 مفتہم شمرہ سوادش بہ بیاض آوردہم و بہ تہمید و تقاریطارہ و دور
 شیرازہ جمعیت کشیدہ بنظر یادگار خیر و مذکار سیر بجاہ و اومہ ہید
 کہ نقل مائدہ بزم سخن و چاشنی کام و زبان ارباب فن گردود۔

M.A. LIBRARY, A.M.U.



PE691

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زمانہ کے انقلاب نے تمام گزشتہ آثار یک سخت دل سے بہلا دئے اب وہ پُرانی
 باتیں سب نئی معلوم ہوتی ہیں آثار قدیمہ کا جستہ جستہ کبھی کوئی نشان نظر آجاتا ہے
 تو گزشتہ زمانہ کی مختلف حالتوں کا جواہر نقشہ آنکھوں کے سامنے پہر جاتا ہے
 اور عالم تصور کے پردہ میں وہ دلکش تصویریں نظر آتی ہیں کہ خود وسط خیال
 خانوس خیالی بنکر ایک نیا عالم دکھاتا ہے اور دنیا کے تغیرات پر جو ہمیشہ غور کرتے ہوئے
 ہیں ان کے منتہائے نظرمیں وہ قدرت کی تمام رنگ آمیزیاں حیرت کا جلوہ دکھائی
 عبرت کا مرقع بن جاتی ہیں اور سوقت زمانہ بھی زبان حال سے میضمون ادا کرتا ہے
 زمین چمن گل کہلاتی ہے کیا کیا ڈبڈباتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے
 سچ ہے ہر چیز کے شباب کا ایک وقت ہے مثلاً ہر دورہ کے انقراض کے لحاظ سے
 ہر ملک کی زبان ہی ایک ایسی چیز ہے کہ اسکا تغیر و انقلاب زمانہ کی منقلب قرار

کے ساتھ لگا ہوا ہے زبان کی اختلاف کا سرشتہ ادن ملکوں میں جہاں اصلی زبان کا خمیر وہاں کی آب و گل نہیں قانون قدرت نے ہر گورنمنٹ عہد کے ہاتھ رکھا ہے جس ملک میں جو نئی گورنمنٹ قائم ہوتی ہے اسکی عہد میں اسیکی زبان کا سکھ بضرورت رائج الوقت اور مقبول بازار طالع ہوتا ہے۔

ہندوستان میں اسلام کے آنے سے پہلے دیکھو سنسکرت اور پہاڑی کا کیا زور شور تھا کہ چار دانگ ہند میں اوسیکا بول بالا تھا جب اسلام نے عرب سے نکل کر دنیا کا دورہ کیا اور عجم ہوتا ہوا ہندوستان میں پہونچا تو اپنی رفاقت میں فارسی زبان کو بھی لیتا ہوا آیا اسلام نے ہندوستان میں ہر اس رفیق کو اپنا یا رہم ہی نہیں بنایا بلکہ قلم و ملک کی خدمت بھی اُسکی سپرد کر دی جسکی بدولت اقطار و اطراف ہند میں اُسکی نصرت و اقبال کا پہرہ اوڑھنے لگا اور ہر صوبہ اور خطہ میں اوسکا عمل دخل ہو گیا پادشاہ وقت اور اماردولت اور رعایا اسکو اپنی علمی مجالس و محافل کی زیب زینت اور خاص نعم ہر سرکار دربار میں اسکو اپنے مطالب کا وکیل مطلق سمجھتے تھے اسواسطے جو اہل سخن اہل قوت یہاں پیدا ہوا وہ اہل زبان کے نزدیک مستند اور معتبر قرار پایا دیکھو امیر خسرو جو ہمارے دیس کی پیدائش میں مشاہیر شعراد ایران نے بعض بیان و معانی کی کتاب میں اونکے اشعار بطریق سنہ پیش کئے ہیں اور خواص کملائے ایران نے ہمیشہ انکو نگاہ وقعت سے دیکھا ہے۔

شاہنشاہ اکبر کے زمانہ میں حکیم فیضی اور علامہ ابوالفضل نے اس زبان کی بدولت
 کیسے کیسے اعزاز حاصل کئے ہیں یہ دونوں بہائی سورج اور چاند کی طرح
 آسمان علم و خرد کے دو روشن ستارے تھے اکبری سلطنت کی افتخار و چمک
 اس عروج پر انہوں نے پہنچا یا جسکی روشنی سے آئین اکبری کے ایوان علوم
 اب تک چمک رہی ہیں گو وہ ایوانات اسوقت سمار و منہدم نظر آتے ہیں مگر
 اُن کے بوسیدہ نشانات سب آثار قدیم بتلا رہے ہیں۔ از نقش نگار و درو دیوار
 شکستہ و آثار پدیدست صنادید عجم را۔ خصوصاً اس فارسی زبان کو انہوں نے
 اس رتبہ پر پہنچا یا کہ خود اہل زبان انکا لوہا مان گئے۔ دولت ایران و
 ہندوستان میں اسوقت کمال ربط و اتحاد کے ساتھ سلسلہ مواصلت جاری
 تھا مشہور ہے کہ ایرانی دربار سے ایک جواب طلب رباعی نہایت لطیف کے
 ساتھ اکبری دربار میں پہنچے اکبری دربار سے ایسا جرسہ جواب اُسکا پہنچا
 کہ ایرانی دربار شکر سن رہ گیا۔ سنا ہے کہ حکیم فیضی ہی کے انوار طبیعت کا
 یہ چمک رہا تھا جسکی جہلک دیکھ کر تمام دربار خیرہ و حیران ہو گیا۔

رباعی از جانب شاہ عباسؑ الی ایران۔ ترکی بکمان و تیر و خجستہ ناز و
 رومی بسپاہ و خیل لشکر ناز و ہندی بجزا نہائے پُر ز ناز و عباس
 بہ ذوالفقار حیدر ناز و۔ جواب از جانب اکبر شاہ ہندوستان۔ انجم
 بفلک زمین بگو ہر ناز و فردوس بسبیل و کوثر ناز و امت بشفاعت

پیمبر نازدہ کو نین بذات پاک اکبر نازدہ رباعی میں ہمیشہ چوتھے مصرع پر
نور ہوتا ہے ان رباعیوں کے چوتھے مصرعون کو دیکھو اور شاعر کے مقصود کا
اندازہ کرو۔

زمانہ کی قدر شناسی سے جو اسوقت ایسے لوگوں کے حق میں جذبِ طبعی
کا اثر کہتا تھا اطراف و اقطار عالم سے جو حق جو اہل کمال یہاں کچھ چلا آتے
تھے۔ نظیری۔ ظہوری۔ عرفی۔ صاحب۔ کلیم وغیرہ وغیرہ ہند میں اسی زمانہ کی یادگار
ہیں یہ سب اسی اکھاڑے کے پہلوان ہیں جنہوں نے بڑے بڑے میدان اور دنگل
جیتے۔ جہانگیر شاہ جہان۔ عالمگیر کے عہد تک تو گویا اس فن کا شباب ہی تھا اُسوقت
تک ہر عہد میں ہر جلسہ اور ہر مجمع یہاں کا غیرت شیراز و اصفہان تھا لیکن ہر کمال
راز والی جب سلطنت اسلام کا تنزل شروع ہوا اور مغلیہ ولت کا چرچہ ٹٹمانے لگا
تو اس رفیقِ ہمد نے اپنے قدر شناس سرپرست کو زار و زار دیکھ کر ہند سے خصمت
چاہی اور چلتا پھرتا نظر آیا آخر ایک دن اس بہار کو پہی خزان آتی تھی سو آگئی اس
دور میں گویا غالب مرحوم کی روح میں اگر سنبھالا لیا تھا انکی مرتے ہی بالکل
خاتمہ ہو گیا افسوس خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا۔

لیجئے اب دوسرا دورہ آغاز ہوا نہ وہ آسمان ہے نہ زمین ہے نہ وہ
زمانہ ہے نہ وہ لوگ ہیں نہ وہ علوم و فنون ہیں نہ وہ بات چیت ہے نہ نئی وضع ہے
نیا طرز ہے نیا رنگ نیا ڈھنگ ہے نئی چال ڈھال ہے نئی گفتار ہے نئی فکر

ہے نئی کلاہ ہے نئی دستار ہے اند اکبر کیا لکھ خان دہر کا ہانا بدل گیا
 دنیا بدل گئی کہ زمانا بدل گیا۔ اے نئی فشن کے نوجوانوں تم اپنے رسوم و علوم
 سب بہول گئے وہ رسم معاشرت وہ آداب تمدن وہ سلوک باہمی جسے سخت
 محو و منسے ہو گئے ایک فارص کا قول ہے اور نہایت سچا قول ہے زمانہ بدلے
 تم ہی بدلو اس پر تنہا اپنی اولوالعزمی سے غل کرنا چاہا مگر گرجانا اسکے سمجھنے میں شاید
 تم غلطی ہوئی اُسکے معنی تو یہ ہیں دنیاوی ترقی کے اصول میں اپنا خیال بدلو
 اس سلسلہ میں اگر اپنی قدیمی رفتار کو مزاحم پاؤ تو اُسکو چھوڑ کر نیا راستہ اختیار کرو
 نہ کہ قدیمی اخلاق اور عمدہ رسم معاشرت کو جو اسلامی پیچہ ہی خدا حافظ کہہ دو
 فرض کرو کہ تمہارا قدیمی رفیق تمہارے اکابر کا ہم طریق تمہارے اجداد کا ہوتا
 تمہارے اسلام کا ہمہستان کوئی بہولابسر تھے آٹے تو اسکی مہمانی کا تم
 کیا حق ادا کرو گے اور کیا قدر شناسی کرو گے موجودہ تعلیم کے تو یہ معنی تھے کہ
 علوم جدیدہ اور قدیمہ دونوں میں تم کمال حاصل کرتے مشرقی مغربی دونوں
 مذاق میں چست و چاق ہوتے تاکہ نئے مہمان کے محاورات سے تم واقف ہوتے
 تمہاری اصطلاحات سے وہ منظر اٹھاتا کامل کو کامل جانتے ناقص کو ناقص
 پہچانتے اسطرح لطیف ملاقات حاصل کرتے دو کیون جابو اسکی نظیر تمہارے
 سامنے اسوقت موجود ہے دیکھو خلاق المعانی آغا کمال الدین بنجر زندا پیرانی جو
 ایک کیانی نژاد زبدہ کاندایران سے آجکل اس دیار میں وارد ہیں اس شخص کے

کمالات کا حصہ و احصاء تو دشوار ہے اس وقت تقریب سخن اونکے شاعرانہ سخن
 آور می ذکر کا موقع ہے سو بے کہے رہا نہیں جاتا مقام تذکرہ میں کسی اہل کمال
 کے سچے حالات اور انصاف آمیز تعریف سے سکوت کرنا اور باز رہنا یہ ہی
 انصاف کا خون کرنا ہے۔ علاوہ جودت ذہن حدت طبع قوت فکر طلاقت لسان
 رشاقت بیان اور زور استعداد خدا داد کے جو بات انسانی کلام کو حد اعجاز
 تک پہنچانے والی اور عقول بشر کو تحیر کر نیوالی ہے وہ بدیہہ اور برجستہ گوئی
 ہے پس حضرت آغا میں سولے مسطور الذکر خوبیوں کے بڑی خوبی ہی ہے کہ
 ہر قسم کے دشوار گزار اور عمدہ طرز سخن میں انکو بدیہہ گوئی کا خدا داد ملکہ حاصل
 ہے بڑے بڑے شاعران پر فن اور نکتہ پر وازان جادو سخن جو سخن کے صعب گزار
 میدانوں میں ٹھوکرین کہا جاتے ہیں اور تھک کر رہ جاتے ہیں وہاں یہ تیز رفتار
 شاعر اپنی سحر بیانی اور سبکروانی سے بلا تشبیہ صبا دم اور برق قدم ہے۔
 یوں تو آغا صاحب ممدوح کا کلام بلاغت نظام مشہور دیار و مہصا
 ہے اور جو قصائد پیش بہا یہاں آنریبل سرسید احمد خان بہادر کی سلی ایسی
 کے حضور میں انہوں نے پیش کئے اور اسکے بدل میں علاوہ نقد ہی صلہ کے
 جو بے انتہا اعزاز و اکرام اور سچی سچی تعریف و توصیف کا صلہ پایا اسکی تفصیلی
 کیفیت معہ قصائد شاید بحوالہ اخبارات مشہر ہو چکی ہے ہم نے جہاں تک سنا وہ
 یہ ہے کہ آنریبل سرسید جیسے پختہ کار پروردہ روزگار جہاں دیدہ گرم و سرد

روزگار چشیدہ پر مغرور رخ آغا صاحب کی تعریف میں یہ الفاظ کہے (الغصا
یہ ہے کہ میں اپنی تمام عمر میں ایسا لطیفہ سنج اور بزدلہ گو اور جادو بیان شاعر
نہیں دیکھا سنج اپنا نظیر آپ ہی ہیں) پس جبکی تعریف میں ایسا مسلم الثبوت
شخص رطب اللسان ہوا و سکی قابلیت کیونکر لائق تسلیم نہ ٹھہرے اسکے بعد
نقطہ از کتاب اور ذرہ از آفتاب جسکے دیکھنے اور اندازہ کر نیکا ہمو موقع ملا ہے
وہ ہم ہریتہ لنا ظہرین درج اوراق ہذا کرتے ہیں جب آغا صاحب علی گڑھ میں
اکر فروکش ہوئے تو پہلے ایک قطعہ شوقیہ بتقریب ملاقات او کو لکھ کر بھیجا اسکا
برجستہ جواب جس عمدگی اور خوش اسلوبی سے انہوں نے لکھ کر عنایت
کیا فی الواقع وہ دیکھنے کے لائق ہے۔

بجناب خلاق المعانی آغا کمال الدین سنج ہرنادیرانی مشاعر شوق ملاقات

در باغ سخن عطر ز گلبرگ ترا فشان
چون چشمہ خورشید بہر سوی ترا فشان
در موقف تظہیم کلا ہے ز سرافشان
با صد ادب از منق دانش شکر افشان
ای نخل کرم آئی و بدین ثمر افشان
باز آئی درین سوختہ نور نظر افشان

اے باد صبا بال پر شوق بر افشان
در بزم کمال آئی ز انوار کمالات
از ما برسان تحفہ تسلیم و پس انگہ
و قتیکہ محتاج درش بر خوری ای سیکہ
بر گوی بصدر زمرہ در باغ متنسا
مرغ دل من سوختہ نار متنسا است

ای میر سخن سنج چو دریاے معانی انگاہ بیک جلوه دران بزم محبت	امروز بیک موج بهر سو گهر افشان بر سینه من شعله طور سهر افشان
مشتاق لقای تو لبزد بد بهر عشق هست لیکبار تو از چهره نکو پرده بر افشان	تیب رشت محبوب عشق
فرایت شوم	
ای ابر در بار بهر سو گهر افشان ای زیر و زبر گشته ز بوی تو معطر ای فیوق تو از شوق و شغف یابن کعب فراش نسیم سحری آی زیستان ساقی تو درین فصل می از وجد بپا خیز ای ساقی آتش کف من فصل خرنسبت عنبر بله از خال سیه بر شر را فلک امروز درین بزم ملوکانه در آید ای نخل کمال و هنر امروز خدا را ای بلبل خوش نغمه گلزار معانی	وی باد صبا غالیه در رگزار افشان عطری ز گل تازه بزیروز بر افشان دی شوق تو از دوق و طرب بال بر افشان در بزم سخن نفخه مشک تر افشان از آتش می شعله ابر خشک تر افشان زان آتش می آرد زین جام ز افشان در مجسمه روی منو مشک تر افشان عرشی سخن سنج من از لب شکر افشان باز آبی تو در بارغ تمنا تر افشان چپه زن و در بارغ سخن بلال و افشان
سنج به تمنائی لقای تو شسته هست باز آبی درین بزم و ز شکر گهر افشان	نخبت

شاعر نے جو مکتوب الیہ کے آمد آمد کے شوق میں ابھر کر نیا اور صبا غالیہ بیڑ سے خطا کر کے بہار یہ سمان باندھا ہے اوسکی تہوج انگیز رفتار کو دیکھو کس قدر زور آور اور مضمون خیر ہے گویا باد بہاری کے ہر کون سے مضامین کے بادل کے بادل اسنڈتے چلتے آتے ہیں یا سلسلہ سخن نظم روان کے باہم دست و گریبان ہونے سے ایک تلام حشمہ آب روان کا چپے جسمین باد سحر کی سبک جنبش سے موجوں کے مسلسل زنجیرے پڑتے چلتے جاتے ہیں باقی محنات بیرونی کی جو درخشان ہے اوسنے تو سرتاپا کلام رنگین کو افشان ہی افشان بنا دیا ہے سب سے بڑھ کر یہ کہ بدیہ اور برجستہ لکھا ہے۔

عریضہ دیگر مشتعل طلب

بزم محبتتے بہوئی تو ساختم
از عکس رای نور فزای تو ساختم
در خوان فوق بہر صلامی تو ساختم
این خانہ را برای ضیای تو ساختم
از اقتضای طبع رسامی تو ساختم
با جان خویش محو و فامی تو ساختم
محو تجلیات اداے تو ساختم

امروز ای بہار گلستان مکرمت
خوش بزم انبساط پر از آفتاب شوق
این نغمہ محبت و این گنگ شوق را
تا بدو دم بہر تو ہموارہ ذرہ وار
این چند بیت قطعہ نغمہ و شکر ف را
اسحق کہ جان سعدی قطر ان عنصری
صد غنچ و صد کرشمہ اہل بیان را

شیرین شد از حلالت و صفت بامن	خود را چو تر زبان به شنای تو ساختم
آری سوائے نقل سخنهای پرمزه	سامان چای هم ز برای تو ساختم
اینک نشسته ام بسر راه انتظار	اینجمله راز بهر لقائے تو ساختم

گو یا سواد دیده دل را باشتیاق
بینا ز سرمه کف پایے تو ساختم

عریضه دیگر به تحریک بعض احباب

ای میگسار به طرب نای روزگار	هشیار گشته تو اگر از خمار خواب
خواهم رسم به نرم لقای تو از نشاط	یعنی شوم مجفل انس تو بار یاب
دریست از لقای تو مجبور مانده ام	دارم بدل ز شوق تو صد گونه خطا
ز نهار شاه طرب و انبساط من	جز در حضور تو نکشاید ز رخ نقاب
بیدارم از همیشه مراد ز نظر توئی	در خوابم از بهاره تو آئی مرا بخواب
هر لحظه در خیال تو ای ابر مکرمت	از دیده دلم بجهد برق آفتاب
الحق ای اسپر کمال و هنروری	با من محبت تو فزون ست از حساب
خواهم بگر مجوشی مهری که با منت	باشد شوم ز چای تو امروز کامیاب
در نرم انبساط تو میرا بصد طرب	نوشتم جام چای عوض بادۀ شراب
زان چای لعل فام که یا قوش میدار	اندر بیار گاه تو گرد دوز شرم آب

الشوق عرشی

باری بانظار و متنانشسته ام
تلكے رسد ملازم و آرد مرا جواب

قصید بنام مولانا عرشی از بنجر ژند

وی سدر سدید سخن از لفظ تو محکم
وی ملک سخن گشته ز نظم تو منظم
چون طرف گاستان ریاحین سپر غم
از فرط نشاط و فرح افکنده سپر غم
چون بلبل خوش نغمه گوی پرو گوی بم
چون ملک حجاز از شرف بیت معظم
برزخم دل ریش بود نظم تو مرهم
بیاز دست معجزه عیسی مریم
گویا چو دو طفلی است پدید آمده تو ام
هفت ابخرا فلاک چو یک قطره شبنم
فکرت چو بمجراج سخن گشته مصمم
چونانکه زافسون بر مدافعی ارقم
در جسم جهان فلت تو شد روح مجسم

ای نادره گو عرشی و بجای معظم
ای آنکه بتو فخر کند کشور دناش
ای گشته سخن از شرف کلاک تو رنگین
اسپر غم الفاظ دلا ویز تو تا دید
عالم چمنی پر گل و طبع تو سدید
معمور ز یک بیت تو شد ملک فصاحت
بر در دین زار بود نشتر تو در مان
پیدا ز گفت نور کف موسی سمران
کلاک تو و حکم قدر از لیلان شیت
از برگ درخت قلمت گشته معلق
یکباره کواکب به عروج آمده عرج
از کلاک چو ثعبان تو خصم تو گریزد
ز اندیشه ادیب حکم آموز جهانی

شطح شریف تو جم ملک بلاغت	تسخیر جهان کرده بلا کسوت خاتم
ہنگام او کردن الفاظ و معانی	قلب تو با سر ارشد از حجزہ ملہم
سبحان زمان شہرت آن میر سخن سخن	چون در آہ بگرفتہ فرو چبطہ عالم
چون شیرگی زلف بیاض رخ دلدار	چون فتح و ظفر جلوہ گراز طرہ پر خم
ارواح معانی است با علق تو ضم	انوار ربانی است با الفاظ تو غم
تازینت شہنامہ بود نام فریدون	تا شہرہ آفاق شد افسانہ رستم
تا بر سر خورشید بود افسر زرین	تا بر تن ناپید بود کمرہ ملحم
تا بر ہمہ آفاق بود ماہ درخشان	تا در بسموات چہد شیر اعظم
تا در بطمح گشتہ مثل شعب طماع	تا در بختا شہرہ بود بخشش حاتم
ہموارہ بود لطق تو از مہر شکر ریز	شکر بخسود تو دہد خاصیت ستم

بر کلک تو اقلیم سخن باد سخن
چونانکہ بذات تو سخن گشتہ مسلم

نسخہ

اس قصیدہ کی متانت اور رشاقت اور اسلوب نظم کس درجہ بڑا ہوا ہے
سخن شناس ہی اسکا اندازہ کر سکتے ہیں ہمارے پاس اتنے الفاظ اور ایسا
و ایچہ کہاں ہے کہ ہم اسکی متانت خوب اور نظم مرغوب اور طرز خوش اسلوب
کی پوری داودیکین مگر پاس منت گزاری دل خوشکن طبع آزمائی کیے بغیر
رہا نہیں جاتا اسلئے نظم مختصر مروج بالقاب کی خدمت میں پیشکش اگر قبول فرمائی تو شرف

قصیدہ

در مدح خلاق المعانی آغا کمال الدین سنجر زند ایرانی از عسری

ای خسر قلم سخن حضرت سنجر
ای طمطنه شور کلام تو بگیتی
ای شمس ایوان کمال تو ز رفعت
خورشید بود وزنه قصر رفیعت
بر اوج کمال تو که هم پله عرش است
اگر کلاک تو بر کوه رگ ابر کشاید
تسخیر جهان سخن از صرام نطقست
از شرم گل فشانی بتان کمالست
طبع تو سحابی است که بار دهمه لولو
نمی نهد که بود طبع تو چون قلزم عمان
همه هست که بود کلاک تو چون روح طوفان
بحر لیست نکو طبع تو نه ابر که هم گزند
گیرم که هم از ابر بحر آب نریزد
اگر فی مثل از ابر گهر نیز بسازد

بر صرام لطق تو جهانست مسخر
صد غلظه انداخته در طارم خضر
بیرون کشد از منطقه چرخ برین سر
ذرات درخشنده برمت مه و اختر
ز نهار که جبریل تصور نرند پر
جوش از دل خار ایند چشمه کوثر
چونانکه مسخر شده گیتی بسکندر
شد شبنم گلزار تخیر گل خامور
کلاک تو سپهر لیست که آرد همه اختر
کار و بیکه موج دو صدر رشت گوهر
کا ورده بصد زمره انواع سخن بر
باب نگر دو بهمان دود برابر
لیکن ز نکو بحر تو در خیز دو گوهر
از ابر بود بحر تو در بدل فرو نتر

که بجز بود ابر در ریز بگیستی
 آر و بیکه غوطه گهرهای معانی
 کلک تو بود لاغری مضمون تو فریه
 وان لاغری کلک تو ز نیست کیست
 از قربت خورشید درخشنده نه آخر
 دست تو سپهریست بهنگام نگارش
 آوازه تحسین کلام تو بگیستی
 این شعر تو باشعرد لاوین نگار است
 ای حسن کلام تو بهنگام تصور
 در حسن و صفا ترک خنادر لب خست
 یا چهره رنگین و بدو طره پرچین
 گوئی که بخورشید منور زده کله
 یا شاهد مه پاره رومی نسبی را
 آن طره بدان عارض کلگون بچپا
 شیرینی لبهاش که لفظ و تکلم و
 آتش نه پرستد اگر آن هند و خاش
 ترک است نه که چشم میه شش شرکان

گردیده به بذل کرم وجود تو انگر
 فکرت چو بدریای سخن گشت شناور
 فریه شود از کلک تو بس معنی لاغری
 مهریست درخشنده و ملکوت مه نور
 لاغری شود و کاسته خود ماه منور
 انگشت تو قطب است نگو کلک تو محور
 چون رعد خروشنده کند گوش فلک کمر
 کاو نیخته بر هر سر موصد دل مضطر
 آید بنظر چون رخ رخشده و لب
 شید ختن و شوخین شاهد کشر
 یا سنبیل مشکین و بدو لاله احمر
 ابر سیاهی غالیه اندوده بچادر
 زنگی سیه مست کشیده است بر بر
 بر ماه پرستوک پرشیده دوشه پیر
 بخشد ز حلاوت بجهان قف و مکر
 از چپیت که همواره کند جای در آذر
 آینه خسته یارب ز چه روانی نیمه خسر

لعل لب سیکونش ندانی بچه ماند یا طوطی شکر شکن هند ز اداست گر بلغم غیبی نبود طبع رسایش عشر شی نه عنان سخن از دست باشد بر تاب عنان سخن از دست تصو بر ساغریا قوت پر از باد خسلر کر منطق شیرین فرو ریخته شکر از چه باد میان جهان گشته پیمبر رائی تو بصحرای خیال از چه تگاور با حضرت آغا سخن آغاز کن از سر

ای عقل کل از فضل تو درسی کن از بر
دی طبع تو بر فلک سخن آمده لنگر

ای شمع شبستان خرواز تو منور ای ذات تو بر چرخ سخن نیر اکبر بر اوج هیچ تو نگو طائر فکرت از سسمه صهارم نطق تو فلک را با طنطنه نیره آن کلک گهر سلک کلک تو اگر ز آتش شمشیر زنده دم گر خواست رنگینی محفل بنگار د گلزار تصویر شکفت آید و خند د وصاف کمال تو چه اوصاف شمار د هر چند که من اهل سخن خواندم و دیدم وز مجرّه درک تو خورشید چو اختر یک نقطه اوصاف کمال تو حد اختر از شدت پرواز فرو ریخت شهر فوق گشته دهان صورت جویای و پیکر افکنده دبیر فلک بهیده اسپر موج پیش آرد برگ خون سمندر صد جوش زنده مجرت از باد اهر تا باد نطق تو زنده جوش بساغر تعداد کمال تو نیاید بشمار بر حقا که ندیدم همچنان چون تو سخنور

در گلشن تو صیقل تو خاقانی و سعدی
 افسوس که این اهل جهان مرده پستند
 القصه که در دانش وین مخرد و علم
 ای گلش نزول شرف بود به عالم
 تا ماه کمالات تو از مهر شهره نشاه
 تا پله فضل تو بمیزان تفاوت
 یاد در زمن ناصر دین خسرو محمود
 از مقدمت امروز علی گده شده از
 خاک سیه بند ترا مرده که امروز
 مهان عزیز است نگه دارش بعزت
 ای آب و هوای چین هند خدا را
 از ابر بهار کرمش شاد بفرماید
 ای مرده اهل کرم امروز بنازید
 کاین دولت ناخوانده بناگاه شمارا
 عرشی سخن نغز تو اطناب پذیرفت
 تا سلسله رسم محبت بجهان است

هستند چو خوش نغمه مرغان نو اگر
 از زنده ارزنده چه افسانه کنم سر
 منشور ازل گشته بنام تو مصدّر
 در دوره شایسته شاهنشاه اکبر
 بر سطح آفاق شدی شعشه گستر
 بر عرفی شیراز نهادند فزون تر
 در سبزه سیاره شدی شمس منور
 نازد بوجودت چو خراسان که بسنجر
 مهان تو گردید چو میسر موقر
 تا آنکه تو در قدر شناسان شوی شهر
 بکشتای در خلد کرم بر روی سنجر
 شاداب تر از گلبن و شمشاد و صنوبر
 بر موهبت این دو بخشایش داور
 چون طالع بیدار در رون آمده از در
 راه سخن از دست طالع کن و بسپر
 تا چشمه خورشید بود شعشه پرور

فیہ

باشند ہم شیر و شکر عرشی و سنجر

یوں تو آغا بنجر صاحب کا کلام بلاغت نظام ایک سے ایک بڑھ کر اور فایز ہے
اور ہر طرح تعریف و تحسین کے لائق ہے مگر ایک قصیدہ آتش و آب کی زمین
میں جو حمد و جہد و جہاد نے شاہ ناصر الدین کجکلاہ والی ایران کی مدح میں لکھا ہے
وہ نہایت عمدہ اور قدر کے قابل ہے اس واسطے کہ اس دشوار اور وقت پسند
زمین میں ملک الشعرا حکیم قافی نے تلوار کی چیتان میں کل اکیس شعر لکھے ہیں
آغا بنجر صاحب نے اس زمین میں بہتر شعر کا قصیدہ نظم کیا ہے یہیں مناسب
معلوم ہوا کہ ہدیۃ للناظرین ضمیمہ اوراق ہذا کیا جاوے تاکہ ان کی بلند پروازی
خیال اور عروج فضل و کمال کا بخوبی اندازہ ہو۔

در ستایش و نیایش سلطان السلاطین ابوالمظفر
ناصر الدین شہنشاہ غازی صاحبقران گیتی ستان ایران گدیز

مخ نکوی تو شد چشمہ سار آتش و آب
خدا تو آمدہ روین حصار آتش و آب
کہ خوش بکلوہ بود در بہار آتش و آب
خط شدہ است جو خط غبار آتش و آب

گند موسے تو شد تابدار آتش و آب
ز موحصار کہ دیدہ است آب آتش و آب
تبارک اسمہ از ان خط سبز نو خیزت
بدو چشمہ نوشین آتشین رویت

لب و همان تپیک آتش و اگر آبست
عیان رخساره نشین تست و ندانت
سند هست ز راز لطف یا که ماهی شیم
ز آب و آتش آنچه خاک و باد جهان
الا تو در لبر باد و فریب من بچه سحر
ز زلف تو شکستم که تاب خورده چنان
فری جهان و مشام جهان معطر شد
و ز زلف تو شب یلدا و چهر تو نوروز
بروی تست بتا زلف تو چو آتش دود
نمانا بکه امین فریب خوابیده
اگر نه آتش و آب رخ تو بود سبب
ز آب و آتش آن روی پر فروغ بود
رخت نام من بخت مرا سبب است
عجیب سحرها و هست خال هندویت
رخ تو آتش آبست ای معاذ الله
ز نور و نار و دود خسار تا باد تو هست
شکستم پدیدان چهره مرا ندست

لبان تست مگر جو بیار آتش و آب
بصد به گهر تا بدار آتش و آب
که گشته از دل و جان بقیر آتش و آب
شد نه شیفته و شر مسار آتش و آب
لش زلف تو در زینهار آتش و آب
بروز و شب بین و یسار آتش و آب
که مشک موی تو گردیده یار آتش و آب
قرین هم شده لیل و نهار آتش و آب
و یا که خواسته بیچان بخار آتش و آب
غزال شیم تو در مرغزار آتش و آب
بخاک باد نبود افتخار آتش و آب
که در زمانه بود اعتبار آتش و آب
که دیده است بگو سبب نار آتش و آب
که خفته روز و شب باند رکنار آتش و آب
که در محلوله بود کردگار آتش و آب
عیان شده بجهان نور و نار آتش و آب
که شد چگونه خطش پرده دار آتش و آب

چسان سین شود چشم زلف خال خط
خطت چو مور و دوزلف سیاهت چو
زمن برید دل من زلف تو پیوست
کتان نه بست فر به سرین کاه اگر
شبی به بستم ای شوخ مابروی در آ
دلم فاده بتا در چه ز نخ دانت
خدای وی ترا از بلا نگه دارد
چو آب آتش آن وی مبروش یدم
و میکه پرده بتا بر کشیدی از رخسار
ز خال خال سیاه تو سخت پشیمانم
ز روی ماه نمائی تو من گرفتارم
ز جو آتش و آب رخ من سبایت
غریق سیل شرک حریق آتش عشق
جفا مدار و او پیش ورنیز پشنام

که کرده نشو و نما در دیار آتش و آب
الا که دیده بگو مور و مار آتش و آب
چه خوب شد که شد از جان چار آتش و آب
شده است پس ز چه شکست آتش و آب
که از تو جویم بوس کنار آتش و آب
نه چاه بلکه گیتی است غار آتش و آب
که در زمانه بود یادگار آتش و آب
شدم ز عشق سراپا نتار آتش و آب
بوجد مرغ دلم شد شکار آتش و آب
که گشته است چسان ده وار آتش و آب
نگار لاله عذار اعتبار آتش و آب
شدم بدور جهان زلفکار آتش و آب
که غرق و حرق بود کار و بار آتش و آب
بعد داد همین شهر یار آتش و آب

خدا یگان سلاطین عصا صرین

که قهر و مهرش بود در شمار آتش و آب

شبهت که بود تا جدار آتش و آب

شبهت که بود باج گیر آب و هوا

شهنشبه که با نضال و همتش گزرد
شهنشبه که بود در بدست قدرت او
شهنشبه که سر از حکم او اگر بچند
شهنشبه که جمله افواج بحر مواجش
شهنشبه که روز و غار نهیب جانفش
کز آب آتش شمشیر خصم بچرخش
اگر غلط نلکیم تیغ تیر خونریزش
بله که بنجر خارا شکاف بر آتش
نوندش هست بتنگ آب سیر و آتش پله
چو کوه آتش سوزان و سیل آب وان
بنازم آن شه رستم توان پر دل را
بگاه حمله تو گوئی که بر تنگ آمده هست
سنان خطی و مصما برق فرجش
بله به تیغ اعادی خدنگلد و ریش
ز نیم نعره جانگاه او بگاه نبرد
بکوه کوه به یکرا ن نشیند ار گوئی
شرر ز خرمن بدخواه و بد سگال زند

بدین شکوه که بینی مدار آتش و آب
بفضل قادر مطلق مدار آتش و آب
هز و زعدل برابر مدار آتش و آب
کنند بوقعه بدخواه کار آتش و آب
کنند عیان بعد و گیر و دار آتش و آب
عیان شده بجهان اقدار آتش و آب
بروزگار بود از تبار آتش و آب
گرفته است بکف اختیار آتش و آب
پرنکش است برنگ شرار آتش و آب
سمندش است گزین هم قطار آتش و آب
که روز جنگ و شهنسوار آتش و آب
بیک شاه شه کو بهار آتش و آب
فروده رونق و زیب نگار آتش و آب
بروز رزم شود پیشکار آتش و آب
زیم گسته شود پود و تار آتش و آب
که گشته کو گران استوار آتش و آب
کشد که صارم جوهر و تار آتش و آب

[illegible]

ز آب بخجرتیز و با تش و دم تیغ
 ز بی شهنشه گیتی پناه دریا دل
 بجز ز فرق عدد و بر نهال نیزه تو
 بغیر میوه فرق یلان شیر او زن
 لبان رخ تو نا دیده کس بروز مصاف
 بنوک نیزه چو خصمی ز خاک برگیری
 گشی چو تیغ شر بار در بروز مصاف
 عجب مدار که شمشیرت خون خصم خورد
 ز آب و آتش شمشیر خویش ساز عجین
 لکن تامل ازین بشیر که مانده بجد
 بزنجیر آتش فشان بیه خصم
 بله بجنجیر تو خصم جان کن دایه
 دهان زخم مدوی کد ترا پیکان
 بجز تیغ تو از کس ندیده کس آرس
 ز آب و آتش تیغ طفر قرین تو است
 سزد که سپهر مطلق بدین قوافی لغز
 الا که بگذرد از شه مدار خاک و هوا

بداده در بجهان اسشته را آتش و آب
 که قهر و مهر تو باشد و قار آتش و آب
 نزدیک آنکه شود برک و بار آتش و آب
 شمر بلبله بد شاخسار آتش و آب
 سپهر مجد و بیلی شاهها را آتش و آب
 زنی ز کینه عدد و ابدار آتش و آب
 یمین خصم شود بر بسیار آتش و آب
 که خون خصم بود خوشگوار آتش و آب
 کشنده شربت حسرت شمار آتش و آب
 عدد و جاده تو در انتظار آتش و آب
 که نیست غیر عدد و بردبار آتش و آب
 بغیر خصم نه کس حق گزار آتش و آب
 چو طفل گرسنه شیر خوار آتش و آب
 بروز کار شها کارزار آتش و آب
 پیکشته بدل خار خار آتش و آب
 کند ز روی ادب انحصار آتش و آب
 پیرست اوست الا تا قرار آتش و آب

بود ہمیشہ شہ فراسیاد خاک دیوہا | شود ہمارہ شہ اسفند یار آتش و آب

فی الواقع یہ قصیدہ اعجازِ سخن اس قابل ہو کہ حوالہ اخبارات و کتب ہو کر آوازہ گوشِ اشتہارِ عالم ہوتا کہ جو ہریان بازارِ سخن اور نقادانِ عیاں اس کی چاشنیِ بلاغت کا مزہ اُٹھا دین اور مصنف کی عالی دماغی اور سبکی تلاشِ مضمون کا سرِخ لگا دین کہ خطِ سخن میں کہان کہان تک اس بادشاہِ فن کا سکہ روان ہو ان کی تعریف میں کچھ لکھنا لکھنا سورج کو چراغ دکھانا ہے۔

مگر طبیعتِ موزون کا ہر پہیہ اصرار | کہ اس قصیدہ کی تعریف میں ہر کچھ بھٹکا

قصیدہ

رُجِ اویسِ بخنور ازین چکا نہ نخر | عیاں جلوہ ہر لفظ اوست صد سخن
فروعِ عکسِ جمالِ جمیلہ نظمِ ش | ز آب و آتش صمصامِ کلک گوہر بار
خجہ بحدتِ فکرِ رسا و طبعِ بلند | تبارک الد ازین خطِ غیرتِ گلزار
ز رنگِ برشتہ سطرِ خطِ موجِ نگار | کہ بہت روکشِ رنگین بہار آتش و آب
چنانکہ خاک بود پرودہ دار آتش و آب | فروزہ زینتِ وزیب آتش و آب
بصفیہ گشتِ روان آبشار آتش و آب | کہ شد بطورِ سخن نور بار آتش و آب
کہ گشت جلوہ فروز عذار آتش و آب | گشت سلسلہ پود و تار آتش و آب

بدین قوافی دلکش نوشته قاسم ز بست و یک نظراید شمار اشعارش بشعله بیزی کلک تو نازم ای سحر بوقت جوش معانی تازه میریزد لب آب و ان وز بانگ آتش تیز تو خود نه حیدر صغیر ندانم آنکه چرا ز آب خامه آتش فشانست گاه سخن	قصیده که بود یادگار آتش و آب که بر بفرشته شده انحصار آتش و آب که کلک تست برنگ و شرار آتش و آب نه شرح کلک تو صد چشمه سار آتش و آب و بان تست مگر جو بیار آتش و آب تراست کلک تو دوم ذوالفقار آتش و آب بدین گشته عیان کارزار آتش و آب
--	---

سزد که عرشی آتش زبان بنظم سخن کند پیاس ادب اختصار آتش و آب

در مطبع انصاری دبیلی طبع گردید

یہ وہ شوقیہ منظم خط ہی جو ہمیں قبل از حاضری مخدومی مکرمی جناب حکیم عبد المجید
خان صاحب کی خدمت عالی میں ارسال کیا تھا مناسب معلوم ہوا کہ یہ خط ہی
ضمیمہ اوراق ہذا کیا جاوے۔

<p>خود را یکی بشیوہ طرازی علم کنم گلزار صفحہ روش باغ ارم کنم آرائشی بگردن و دست قلم کنم پشت ادب بمجھل تعظیم خم کنم خواہم کہ در رہ طلب از سر قدم از دیر رخ بتابم و در بر حرم کنم آرائشی بحکم ادب و سبدم کنم حاضر شوم شکایت رنج و الم کنم وانگہ علاج در دغود از پیشم کنم سرسہ ز خاک مقدم آن مجتہد کنم ز اعجاز آن حکیم مسجاشیم کنم خواہم سپید مہر تو چون صجدم کنم</p>	<p>حرفی ز درد دل کہ بد فتر رقم کنم از رنگ بیزی گل مضمون اشتیاق اندیشہ را متاع فرد شم سر سخن دست نیاز را بدر آرم ز آستین بہر ادای حسرت و تقیل آستان احرام کوئی و دست بہ بندم شوق دل پابوس بندگان بساط نشاط را خواہد و کم بخد مت عبد المجید خان خواہم رسم بخد مت و ارای کامگار خرم و مسیکہ روش بہ بینا دیدہ ام مردم ز درد و الاچہ شو زندہ خویش را معجز نفس حکیم من این چہ زرد را</p>
--	--

تا چند عرصی از الم و رنج و خستگی و

از نم نم سرشک روان دیدہ نم کنم

اسکی بعد حکیم صاحب ممدوح فی جو توجہ اشناہی علاج میں ہماری حال زار پر
مبذول فرمائی وہ بی انتہا سنت گزار کی قابل ہی لیکن ہماری پاس اوسکی
شکریہ میں سوای زربانی جمع خرچ کی کچھ نہ تھا اسلیٰ ان اشعار پر ہمیں قناعت
کی اور مناسب خیال کیا کہ اپنا عجز و نیاز اور اونکا خلوص محبت طراز بذریعہ
طبع اور اق نڈا آویزہ اشتہار عالم ہو۔

قصیدہ

شمس بریق اللع من انوارہ
ما تقصد الا قلیم من تاجہ
لمعان صبح العالم فی اسفارہ
ضاعتہ انوار علی اقمارہ
ذات جلالہ فی عزہ و وقارہ
من وجہ وجینہ و عدائہ
مصباحہ موضوعہ عن نارہ

ها اشراق الا قلیم فی اقطارہ
ما الشمس ی اهل الذکر والنور انیش
الشمس ممدوح الکرام و نورہ
اقلیہ ساحات ارباب الحکم
اعنی عبد المجید اللودعی
نور علی نور الفضائل ساطع
فی صلالہ مشکاتہ علم لامع

هو بدر علم افاضة وكواكب
 دارت كوء وس الشوق عن فيضنا
 وهو المحيط الى سواحل منطق
 لتكثر العلم الشريف به ولا
 الا ان دار العلم القى طرحه
 يا صاحب الكمال نصر ايوان العلو
 هو غار البستان علم الحكمة
 انى اققيت باثرة متنزها
 وسمعت اصوت الحمام صداد
 فيه المودة والسماحة والكرم
 انى بليت بكابة الرض الشدا
 فاذا حضرت الى السالم مكار

طال به يمينه ويساره
 من حكمة سبجان من مصطا^د
 يلقي اللآلى لطر موج جدار^{خالص شراب}
 سيما ترقى الطب فى ثاراه
 الله يشكره باستقراره
 يا عالما انظر الى اسفاره
 والناس يحبى الزهر من شجاره
 فى روضة فقطفت من ثماره
 وعنادل صلال اطيافه
 وهو الجواد بسره وجهاره
 مترايد فى ليله ونهاره
 وشكوت من مرضى واستمارة

فرابت اگر منی بیدل کرامت
 و تقول عالجني بحسن ايتة
 ادرکت سلوان العلیل برویتة
 یا العجب لله در کماله
 الحق نجم کماله متسابق
 سبحان من خیر الفضائل کمالها
 مداحکم الان یدعو مخلصا
 وهو الکئیء المستهام المستکین
 ما زال فی الجسم السقیم علالة
 ما دام صبح الجسم من امراضها
 ما صاححت لا طیلر فی روض الکرم
 الله رفاه المعالی فی الزمن

و کاذبه من جابه و شعاع سره
 و کمال تدبیر و استبصاره
 و رایت سلب الداء فی انظاره
 و جلالة و قارعه و فخار
 عن کوب البقرط فی تسبیحه
 فی نفس بنصیر ^{السر فی المعنی} و نزاره
 و یطیب و ق السحر من تکراره
 یل علی بعرضی شعاع فی شعاعه
 ما کانت لاسقام فی استار
 ما سرت الارواح فی معالیه
 ماضیات لا نوار من ازهاره
 و وقاه شر الطمر من ادوار

سائنس

۸۹۱۵۵/۴۲

This book is due on the date
last stamped. A fine of 1 anna
will be charged for each day the
book is kept over time.

791

Extract from the RULES of the LYTTON LIBRARY, MUSLIM UNIVERSITY, ALIGARH.



The under mentioned shall be eligible to take books the Library:—

- A. Members of the University teaching staff, including the Librarian.
- B. Students on the rolls of the University
- C. Other persons, wheather connected with the University or not, who have obtained special permission of the Vice-Chancellor for deposit of books.
- D. The maximum number of books that may be borrowed at any one time is:—

[in Rule 2]	{	A & B...2 volumes	MA. & M.Sc. 4 volumes
		C...15	" 14 days
		D...All others	" 2 "

- A. Books may be retained by—

[in Rule 2]	{	A & B...2 volumes	MA. & M.Sc. 4 volumes
		C...15	" 14 days
		D...All others	" 2 "
- B. Books lost, injured or defaced in any way by any other borrowers must either be replaced or the price paid for. In case a book belongs to a set or series and a single volume is not procurable the whole set or series must be replaced.